سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۱۲

تزکیۂ نفس

(لا الٰہ سے الا اللہ تک)

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۹۹۲۱۷۶-۴۶۸۱۲

حرفِ آغاز

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا سالانہ اجتماع ہر سال جامعہ اشرفیہ لاہور میں اکثر ماہ اکتوبر میں ہوتا ہے جس میں سلسلہ کے اکابر علماء و مشایخ و طلباء و سالکین اور عامۃ الناس جمع ہوتے ہیں۔ مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی کئی سال سے شرکت فرما رہے ہیں۔ اجتماع کی مرکزی نشست جو بعد عصر ہوتی ہے حضرت حکیم الامت کے خلفاء کے لیے مخصوص تھی۔ ان حضرات کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب کئی سال سے حضرت والا دامت برکاتہم کے لیے خاص کر دی گئی ہے۔

پیش نظر وعظ ملقب بہ تزکیۂ نفس لا الٰہ سے الا اللہ تک صیانۃ المسلمین کے اس سال کے اجتماع کے پہلے دن کا بیان ہے جو ۲۲ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز جمعہ بعد نماز عصر کی مرکزی نشست میں حضرت والا دامت برکاتہم نے بیان فرمایا۔

صیانۃ المسلمین کے مجلہ الصیانہ ماہ دسمبر ۹۳ء کے شمارہ میں اس اجلاس کی روئیداد کے ایک جز کو قارئین کرام کے لیے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

بعد از عصر مجلس کے اجتماع کی مرکزی نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہُوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد جناب تائب صاحب نے حضرت حکیم صاحب کی تالیف کی ہوئی نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی اس نعت کو سامعین نے بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ سُنا۔

اِس کے بعد شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک گھنٹہ تک اپنے ولولہ انگیز خطاب سے سامعین کو نوازا۔ عصر کے بعد والی مرکزی نشست میں حضرت حکیم صاحب کے علاوہ حضرت نواب عشرت علی خان صاحب قیصر، حضرت مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحب حضرت مولانا مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی صدر مجلس صیانۃ المسلمین ساہیوال سرگودھا، حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر محمد تنویر احمد خان صاحب مدظلہ صدر مجلس صیانۃ المسلمین حیدر آباد، حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی ناظم مجلس ہٰذا، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب صدر مجلس صیانۃ المسلمین فیصل آباد اور دیگر اکابرین نے شرکت فرما کر اجتماع کو رونق بخشی اور یہ سب حضرات اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ "الصیانہ دسمبر ۹۲ء"

اللہ تعالیٰ اس وعظ کو شرف قبول عطا فرماویں اور امت مسلمہ کے لیے نافع فرماویں اور حضرت والا اور جامع و مرتب اور جملہ معاونین کے لیے قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ فرمائیں۔ آمین

احقر محمد عشرت جمیل میر عفی عنہ
یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
سہ شنبہ ۱۲ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ مطابق ۵ جنوری ۹۳ء

تزکیۂ نفس

لا الٰہ سے اِلّا اللہ تک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ○ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ
الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا ○ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا
یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا ○

حضرات سامعین! ابھی آپ کے سامنے جن آیات کی تلاوت کی گئی اس سلسلہ میں حضرات محققین نے فرمایا کہ ان آیات کے اندر تزکیۂ نفس کے منازل کو اللہ تعالےٰ نے عجیب انداز میں بیان فرمایا ہے۔ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہمارا نام لو۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے یہاں عجیب انداز، عجیب عنوان سے فرمایا کہ اپنے رب کا نام لیجئے۔ یہاں رب کیوں فرمایا؟ رب کے معنی ہیں پالنے والا اور پالنے والے سے فطرتاً محبت ہوتی ہے اسی لیے اپنے ماں باپ سے ہر انسان کو محبت ہوتی ہے۔ اس عنوان سے بیان

کر کے گویا اللہ تعالےٰ نے یہ فرمادیا کہ میرا نام محبت سے لیا کرو کیوں کہ میں ہی تمہارا پالنے والا ہوں ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں ؎

عام می خوانند ہر دم نام پاک
ایں اثر نہ کند تا نبود عشقناک

عام لوگ ہر وقت سُبحان اللہ سُبحان اللہ پڑھتے ہیں لیکن یہ ذکر اس وقت تک اثر کامل نہیں کرتا جب تک محبت سے نہ کیا جائے ۔ مراد اس سے یہ ہے کہ بغیر محبت اثر کامل نہیں ہوتا ورنہ اللہ تعالےٰ کا نام بہت بڑا نام ہے ۔ اگر غفلت سے بھی زبان سے اُنکا نام نکل جائے تو بغیر اثر کیے نہیں رہ سکتا ۔ ایک مجذوب جنگل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ آپ کا نام بہت بڑا نام ہے ۔ جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر فضل و رحمت فرمادیجئے ۔ سبحان اللہ ! کیا عجیب انداز تھا مانگنے کا ، بعض اوقات مجذوبوں سے اور عامیوں سے ایسی دُعا نکل جاتی ہے کہ بڑے بڑے حیرت میں رہ جاتے ہیں ۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

اور فرماتے ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تخت سلیماں تھا

تنہائی کے آنسوؤں کی قیمت

اور اگر ذکر کی حالت میں کچھ آنسو بھی نکل آئیں اور تنہائی

بھی ہو تو یہ آنسو قیامت کے دن ہمیں عرش کا سایہ دلائیں گے رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ تنہائی اور ذکر اللہ کے جو آنسو ہیں، اللہ کی محبت کے جو آنسو ہیں ان پر ستارے رشک کرتے ہیں جب کوئی گنہگار بندہ رو رو کے اپنی مغفرت مانگتا ہے تو اس کے رونے اور گڑگڑانے کا اور اس کے آنسوؤں کا اللہ کے نزدیک کیا مقام ہے علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ انا انزلنا کی تفسیر میں ایک حدیثِ قدسی نقل کی ہے حدیث قدسی کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں کہ وہ کلام نبوت ہے جو زبان نبوت سے ادا ہو لیکن نبی یہ نسبت کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں کی محبوبیت

لہٰذا حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ گنہگاروں کا نالہ اور اُن کا رونا اور گڑگڑا کر مجھ سے معافی مانگنا اور ان کی آہ و زاری اور اشکباری مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی سُبحان اللہ سُبحان اللہ سے زیادہ محبوب ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن باخونِ شہید

اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے ندامت کے آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتے ہیں اور مولانا رومی خود اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ندامت کے یہ آنسو پانی نہیں ہیں بلکہ جگر کا خون ہیں۔ خوفِ خُدا سے

جب جگر کا خون پانی بن جاتا ہے تب وہ آنسو بن کر نکلتا ہے۔

آنسو نمکین کیوں ہیں؟

اور علامہ آلوسی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنسوؤں کو اس لیے نمکین بنایا کہ آنکھوں میں جہاں آنسو کا مرکز اور مستقر ہے وہاں کوئی زہریلا مادّہ یعنی انفیکشن پیدا نہ ہو جیسے کہ سمندر میں پچاس فیصد نمک ڈال دیا جس سے آج تک سمندر کے پانی میں زہریلا مادّہ نہیں پیدا ہوتا ورنہ کراچی، مدراس، بمبئی اور دُنیا بھر کے جتنے ساحلی علاقے ہیں وہاں زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ سمندر کی ساری مچھلیاں مر جاتیں، انسان کی غذائیں ختم ہو جاتیں اسی لیے آنسوؤں کو بھی اللہ تعالےٰ نے نمکین بنا دیا تاکہ میرے بندوں کی آنکھوں میں جو غدود ہیں جہاں آنسوؤں کی تھیلی ہے کہیں اس میں زہریلا مادّہ پیدا نہ ہو جائے۔ سُبحان اللہ! اللہ کی کیا شان ہے اور نمک پر اس وقت مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا ؎

جن کی صورت میں ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتے ہیں

جن کو ہائی بلڈ پریشر کا مرض ہوتا ہے نمک سے پرہیز کرتے ہیں یہاں میرے ساتھ کراچی سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب آتے ہوُئے ہیں مَیں نے ان سے کہا کہ اپنے مطب میں میرے دو شعر لکھوا دیجئے ایک جسمانی ہائی بلڈ پریشر کے لیے ہے اور دوسرا روحانی ہائی بلڈ پریشر کے لیے۔ جسمانی ہائی بلڈ پریشر والوں کے لیے یہ ہے۔

جس غذا میں بھی ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتی ہے

اور دوسرا شعر روحانی ہائی بلڈ پریشر کے لیے ہے ؎

جن کی صورت میں ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتے ہیں

حفاظت نظر کی ایک حکمت

اور جس دن چاند چودھویں تاریخ کا ہوتا ہے سمندر میں جوار بھاٹا اور اس کی موجوں میں طغیانی آجاتی ہے ۔ لہٰذا جو لوگ زمین کے چاندوں سے اپنی نظر نہیں بچائیں گے ان کے قلب کے سمندر میں جوار بھاٹا اور اتنی زیادہ طغیانی آئے گی کہ بے ساختہ حواس باختہ ہو جائیں گے ۔ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ جس ذاتِ پاک نے ہمیں نظر کی حفاظت کا حکم دے دیا ۔

حرمت زنا کی ایک حکمت

فرانس (ری یونین) میں ایک عیسائی نے سوال کیا کہ اسلام میں زنا کیوں حرام ہے ۔ مَیں نے کہا اس لیے تاکہ آپ حرامی نہ رہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو حلالی رکھنے کے لیے زنا کو حرام فرمادیا ۔ جس ملک میں عورت دولتِ مشترکہ ہو وہاں کے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا نسب صحیح نہیں ۔ اسی لیے ان کے قلب میں ماں باپ کی عزت اور عظمت بھی نہیں ۔ لندن میں انگریزوں کے ماں باپ جب بڈھے ہو جاتے ہیں تو ان کو مرغی فارم کی طرح باہر پھینک آتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ مل آتے ہیں کیونکہ انگریز

جب بالغ ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ پتہ نہیں میں کس کا لڑکا ہوں۔ ان کی ماؤں کے پاس نہ جانے کتنے لوگ آتے رہتے ہیں۔ استغفراللہ، اللہ تعالےٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ جس نے زنا تو درکنار مقدمۂ زنا کو بھی حرام فرمادیا یعنی نظر بازی جو کہ سبب ہے زنا کا۔ سب سے پہلے زنا آنکھوں سے ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے زِنَی الْعَیْنِ اَلنَّظَرُ جس نے کسی کی ماں بہن بیٹی یا بے ریش لڑکے کو دیکھ لیا آنکھوں کا زنا ہوگیا۔ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے اور زِنَی اللِّسَانِ اَلنُّطْقُ اور نامحرم عورتوں سے گپ شپ مارنا، بے وجہ باتیں کرنا اور حرام مزہ لینا یہ زبان کا زنا ہے۔ حاجی بے چارہ حج عمرہ کرکے پی آئی اے پر یا کسی بھی جہاز پر بیٹھتا ہے فوراً سامنے ایئر ہوسٹس لڑکیاں آجاتی ہیں کہ حضور کیا کھائیں گے کیا پئیں گے اور حاجی صاحب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دے رہے ہیں کہ آپا یہ چاہیے، وہ چاہیے اور اگر کم عمر ہے تو بیٹی کہتا ہے۔ یہ بیٹی کہنے سے وہ بیٹی نہیں ہوجاتی۔ آج کل بدمعاشیوں کے نئے نئے راستے نکالے گئے ہیں۔ شوہر کہتا ہے کہ یہ مرد میرے یہاں کیوں آتا ہے بیوی صاحبہ کہتی ہیں کہ خبردار خاموش رہنا۔ یہ ہمارا مُنہ بولا بھائی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان تمام فتنوں سے حفاظت فرماتے۔

پالنے والے کا نام محبت سے لیجئے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ نے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ میں رب کا لفظ نازل فرماکر یہ بتادیا کہ اپنے پالنے والے کا نام محبت سے لو۔ حکیم الاُمّتؒ فرماتے ہیں کہ جو ظالم محبت سے

اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا وہ اس لفظ کا حق ادا نہیں کرتا حالاں کہ ان کا نام تو اتنا شیریں ہے کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نام او چو بر زبانم می رود
ہر بن مو از عسل جوئے شود

جب اللہ تعالیٰ کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو میرے جسم کے جتنے بال ہیں شہد کے دریا ہو جاتے ہیں۔

یہ شعر تو مثنوی میں فرمایا اور دیوان شمس تبریز جو درحقیقت انہیں کا کلام ہے لیکن ادب کی وجہ سے اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی کی طرف نسبت کر دی اس میں فرماتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔

اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے جس نے لیلیٰ میں ذرا سا نمک ڈال دیا اور مجنوں پاگل ہو گیا خود اس خالقِ نمک کا کیا عالم ہو گا جس نے ساری کائنات کے حسینوں کو نمک عطا فرمایا ہے اس خالقِ نمک سے دل لگا کر دیکھو۔ جس نے مولائے کائنات کو پالیا واللہ اس نے تمام لیلائے کائنات کو پالیا۔ اس کے قلب میں حوروں سے زیادہ مزہ آجاتا ہے۔ کیوں کہ حوریں مخلوق ہیں، جنت مخلوق ہے، حادث ہے۔

ذکر اللہ کا مزہ جنت سے بھی زیادہ ہے

اللہ تعالیٰ کے نام کے برابر جنت بھی نہیں ہو سکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ میرا کوئی مثل نہیں جب ان کی ذات کا کوئی مثل نہیں ہو سکتا تو ان کے نام کی لذت کا بھی کوئی مثل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا تو کسی جنتی کو جنت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی ؎

چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

ذکر اللہ کے دو حق

دوستو! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ذکر کے دو حقوق ہیں نمبر ۱، یہ کہ کسی شیخ کامل سے مشورہ کر کے ذکر کیجئے جیسے کوئی طاقت کی دوا یا کوئی خمیرہ آپ کسی طبیب سے پوچھ کر استعمال کرتے ہیں ایک کشمیر کے باشندے نے طاقت کے لیے ڈیڑھ پاؤ بادام کھا لیا۔ پھر ساری رات کرتہ بنیان اتار کر لنگی پہن کر پاگل کی طرح پھرتا رہا۔ صبح صبح میرے پاس آیا۔ مَیں نے کہا کہ اطباء نے لکھا ہے کہ سات عدد یا نو عدد اور زیادہ سے زیادہ گیارہ بادام کھا سکتا ہے اور تم نے ڈیڑھ پاؤ کھا لیا اس کا یہ اثر ہوا۔ اب آج کھانا مت کھاؤ۔ صرف دہی کی لسی بیو اسپغول کا چھلکا ڈال کر۔ دن بھر میں کم از کم چالیس پچاس گلاس پی جاؤ۔ عشاء تک وہ لسی پیتا رہا۔ بعد عشاء کے آیا کہ اب جا کر دماغ صحیح ہوا ہے ورنہ پاگل ہو جاتا۔

بس اسی طرح شیخ سے مشورہ کی ضرورت ہے کہ کتنا ذکر کریں۔ مجھ کو مولانا

شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم خانقاہ تھانہ بھون حضرت حکیم الامتؒ کے بھتیجے نے
بتایا کہ حضرت نے ایک شخص کو دو ہزار مرتبہ اللہ اللہ بتایا ۔ اس نے پچیس تیس ہزار مرتبہ
پڑھ لیا ۔ گرم ہو کر خانقاہ تھانہ بھون کے کنویں میں کود گیا ۔ جب کودا تو ہم لوگ دوڑے
بڑی مشکل سے اس کو نکالا ۔ پھر حضرتؒ نے پانی دَم کر کے پلایا ۔ جب اس کو ہوش
آیا تو حضرتؒ نے اس کو سخت تنبیہہ فرمائی اور خوب ڈانٹ لگائی کہ ظالم میری بتائی
ہوئی تعداد سے زیادہ کیوں ذکر کیا ۔ جتنا شیخ بتائے اتنا ہی ذکر کرو ۔

ذکر کے لیے مشورۂ شیخ کی اہمیت

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پوچھا کہ حضرتؒ
ذکر کے لیے شیخ کے مشورہ کی کیا ضرورت ہے ۔ اللہ کا نام تو بہت بڑا نام ہے
ان کا نام لے کر کیا ہم اللہ والے نہیں بن سکتے ؟ کیا ذکر ہم کو خدا تک نہیں پہنچا سکتا ۔
اس میں شیخ کا مشورہ کیوں ضروری ہے ؟ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ خواجہ
صاحب ! اللہ تک تو آپ پہنچیں گے ذکر ہی سے لیکن ایک بات سن لیجئے کہ کاٹتی
تو تلوار ہی ہے لیکن کب کاٹتی ہے ؟ جب سپاہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے ۔
سبحان اللہ ! کیا مثال دی اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ فرمایا کہ اسی طرح خدا
تک تو ذکر ہی سے پہنچیں گے لیکن کسی اللہ والے کے مشورہ سے اس کی دعائیں اور
توجہ بھی شاملِ حال ہوگی پھر وہ آپ کی دماغی صلاحیت کو بھی دیکھتا ہے کہ یہ کتنا ذکر
کر سکتا ہے ۔ کتنے لوگ جن کا سچا اور کامل پیر اور مرشد نہیں ہوتا زیادہ ذکر کر کے
پاگل ہو رہے ہیں ۔ لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں حالانکہ وہ مجذوب نہیں ہیں مجنون
ہیں ۔ ایک صاحب نے حضرت حکیم الامتؒ کو لکھا کہ مجھے ذکر میں روشنی نظر آرہی ہے

حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ آپ فوراً ذکر ملتوی کریں اور بادام اور دودھ پئیں اور سر میں تیل کی مالش کریں اور صبح ننگے پاؤں سبزہ پر چلیں اور اپنے دوستوں سے کچھ خوش طبعی کریں۔ مخلوق سے دُور تنہائی میں رہتے رہتے اور زیادہ ذکر و فکر کی وجہ سے دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے۔ اس خشکی کی وجہ سے یہ روشنی نظر آرہی ہے۔ یہ ہے شیخ محقق۔ اگر کوئی جاہل پیر ہوتا تو کہتا کہ جب جلوہ نظر آگیا تو اب کھاؤ حلوہ اور لو یہ خلافت لے جاؤ۔ حکیم الاُمتؒ نے فرمایا کہ یہ تو خلافت ہی کا امیدوار ہو گا لیکن میرے جواب کو دیکھ کر کیا کہے گا۔ معلوم ہُوا کہ شیخ کا مشورہ کتنا ضروری ہے۔

دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ اگر پیر نہ بنایئے تو مشیر بنانے میں کیا حرج ہے یہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کسی کو اپنا دینی مشیر بنا لیجئے مشورہ لے لیجئے۔ بیعت ہونا تو سنت ہے مگر حضرت حکیم الاُمتؒ نے فرمایا کہ کسی مصلح کامل سے تعلق میرے نزدیک فرض ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ اصلاح بغیر اس کے نہیں ہوتی۔

ذکر اللہ کا دوسرا حق کیفیت ذکر ہے

تو ذکر کا ایک حق تو اس کی کمیت ہے اور دوسرا حق کیفیت ہے ذکر کماً اور کیفاً کامل ہو یعنی جو مقدار شیخ بتائے وہ مقدار پُوری کیجئے اِلّا یہ کہ نزلہ، زکام، بخار ہو یا سفر ہو لیکن بالکل ناغہ پھر بھی نہ کریں جیسے سفر میں اگر کھانا نہیں ملتا تو ایک پیالی چائے اسٹیشن کی پی لیتے ہیں جو بالکل نام کی چائے ہوتی ہے تاکہ زکام نہ ہو۔ اسی طرح سفر میں مجبوری ہے تو چلئے لا الٰہ الا اللہ کی ایک ہی تسبیح پڑھ لیجئے اور ایک تسبیح اللہ اللہ کر لیجئے۔ بغیر اللہ کا ذکر کیے ہوئے سو جانا

مناسب نہیں اور جب حالت سفر نہ ہو تو مقدار و کمیت پوری کیجئے اور دوسری چیز کیفیت ہے اللہ کا نام محبت سے لیا جائے اور اس کی حسّی مثال حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے پیش فرمائی کہ اگر آپ کو ایک گلاس پانی کی پیاس ہے لیکن کوئی ایک چمچہ پانی پیش کرے تو کیا پیاس بجھے گی؟ معلوم ہوا کہ مقدار بھی پوری ہونی چاہیے۔ اسی طرح اگر پانی تو ایک گلاس بھر کر دیا، مقدار تو پوری کی مگر دھوپ کا جلا ہوا گرم پانی ہو تو بھی پیاس نہیں بجھے گی کیوں کہ کمیت تو صحیح تھی لیکن کیفیت نہیں تھی اسی طرح ذکر کی کمیّت و مقدار بھی پوری ہو اور کیفیت بھی صحیح ہو تب نفع کامل ہوتا ہے جس طرح ہم آپ جسمانی غذاؤں میں سوچتے ہیں کہ کمیت بھی پوری ہو اور کیفیت بھی صحیح ہو مثلاً کباب ہے اگر وہ ٹھنڈا ہو فریج کا تو مزہ آئے گا؟ گرم کباب ہو، گرم سالن ہو تو مزہ زیادہ آتا ہے۔

گرم کھانے کی ممانعت کا مفہوم

اس پر ایک واقعہ یاد آیا کہ بمبئی میں ایک صاحب نے کہا کہ حدیث شریف میں ہے کہ کھانا گرم مت کھاؤ اور مشکوٰۃ شریف لاکر حدیثِ پاک دکھا بھی دی کیوں کہ فاضل دیوبند تھے۔ مَیں نے کہا کہ اس کی شرح مرقاۃ لائیے۔ جب شرح دیکھی تو اس میں لکھا تھا کہ صحابہ کھانے کو تھوڑی دیر ڈھانک کر رکھ دیتے تھے حَتّٰی یَذْھَبَ مِنْہُ غَلْیَانُ الْبُخَارَۃِ وَکَثْرَۃُ الْحَرَارَۃِ یعنی تیزی اور شدت گرمی کی نکل جائے ایسا نہ ہو کہ بھاپ نکل رہی ہو اور منہ جل جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پاک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ٹھنڈا کھانا کھاؤ۔

تب ان مولانا نے کہا کہ جزاک اللہ اور پھر ماشاء اللہ میرے ہر بیان میں شریک

رہے اور میرے کان ہیں کہا کہ اگر آج اس کی شرح آپ نہ بتاتے تو بہت سے اکابر کے عمل پر شبہ ہو جاتا کیوں کہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب تو گرم گرم چپاتی بار بار منگا کر کھاتے ہیں۔ ہم کو شبہ ہو گیا تھا کہ ہمارے اکابر گرم کھانا کیوں پسند کرتے ہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کی کمیت بھی پُوری کرے اور کیفیت بھی پُوری ہو یعنی دردِ محبت سے زمین و آسمان کے خالق کی عظمتوں کو سامنے رکھ کر رب العالمین کا، اپنے پالنے والے کا نام لے جیسے مجنوں دریا کے کنارے ریت پر لیلیٰ لیلیٰ لکھ رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ لیلیٰ کا نام کیوں لکھتے ہو تو اس نے کہا کہ جب دیکھنے کو نہیں ملتی تو اس کا نام لکھ کر اپنے دل کو تسلی دیتا ہوں۔

گفت مشق نام لیلیٰ می کنم
خاطر خود را تسلی می دھم

ذکر اللہ کا انعام

اسی طرح ہم آپ مشق نام مولیٰ کریں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لیں تو ایک دن ایک اللہ ایسا نکلے گا کہ زمین سے آسمان تک شربت روح افزا بھر جائے گا۔ ہمدرد اتنا شربت نہیں بنا سکتا۔ کیوں کہ اللہ تعالےٰ گنے کے اندر رس پیدا کرتا ہے جس سے شکر بنتی ہے اگر خدا گنوں میں رس نہ پیدا کرتا تو ساری دُنیا کے گنے مچھر دانی کے ڈنڈوں کے بھاؤ بک جائیں۔ لہٰذا جو ذاتِ پاک سارے عالم کو شکر عطا کرتی ہے اس کے نام میں کتنا رس ہو گا۔ پھر آپ حلوائیوں کے زیادہ ممنون نہ رہیں گے۔ پیسہ ہو، کھایئے منع نہیں کرتا لیکن اللہ کا نام محبت سے لیجئے پھر ساری دُنیا کی مٹھائیاں ان شاء اللہ خود بخود روح میں محلول ہو کر اُتر جائیں گی۔ میں نے یہ ملفوظ خود پڑھا ہے کہ سائیں

توکل شاہؒ نے حضرت حکیم الاُمتؒ تھانوی سے عرض کیا کہ اجی مولوی صاحب جب میں اللہ کا نام لوں ہوں تو میرا منہ میٹھا ہو جاوے ہے۔ یہ سہارن پور کی بولی ہے پھر قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مولوی صاحب میرا مُنہ میٹھا ہو جاوے ہے۔ شیخ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ کے نام سے دل تو سب کا میٹھا ہو جاتا ہے لیکن بعض عاشقین سالکین عارفین کا مُنہ بھی اللہ میٹھا کر دیتا ہے لیکن کوئی ذاکر ایسا نہیں جس کا دل میٹھا نہ ہو جاتا ہو اور ذکر کے بارے میں مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے اور فرمایا کہ مجھ سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا کہ عبدالغنی تم ایک کام کرو کہ صرف سو مرتبہ اللہ کھینچ کر کہو اور تصور کرو کہ میرے بال بال سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔ تو فرمایا کہ چوبیس ہزار دفعہ اللہ اللہ کرنے سے جو نفع ہوتا ہے وہ ایک ہی تسبیح میں اللہ تعالےٰ عطا فرما دیں گے یہ ذکر ان کے لیے ہے جن کے پاس زیادہ وقت نہ ہو یا ضعف ہو، کمزوروں کے لیے ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رستم یا بھولو پہلوان ایک لاکھ ذکر سے جس مقام پر پہنچے گا کمزور لوگ پانچ سو یا ہزار بار اللہ اللہ کرنے سے اسی مقام پر پہنچیں گے کیوں کہ پہنچنے والے کتنا ہی ذکر کر لیں لیکن جب تک پہنچانے والا توجہ نہیں کرے گا کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک جذب نہ ہو کوئی سالک اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ کا راستہ غیر محدود ہے۔ جب غیر محدود طاقت سے اللہ کھینچتا ہے تب جا کر سلوک طے ہوتا ہے اور یہ جو ہم ذکر کرتے ہیں یہ ان کی رحمت کے لیے بہانہ ہے۔

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
تُو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

اور مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہوگے
عاقبت بینی ازاں در ہم سرے
تو ایک دن دروازہ سے ضرور کوئی سر نکلے گا۔

ذکر اللہ وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے

فرماتے ہیں کہ اسی طرح جب اللہ اللہ کرتے رہو گے تو ضرور اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔ ذاکر ایک ہی سانس میں جب اللہ کہتا ہے تو اپنے نام کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دروازہ تک پہنچا دیتا ہے۔
اَلذَّاکِرُ کَالْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ یعنی اَلَّذِیْ ذَکَرَ کَالَّذِیْ وَقَفَ عَلٰی بَابِ اللہِ
جس نے اللہ کہا وہ اللہ کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن دروازہ ابھی نہیں کھلے گا۔ کھٹکھٹاتے رہو، جب ان کو رحم آجائے گا دروازہ کُھل جائے گا اور حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ اللہ اللہ کرنے والا ایک نہ ایک دن ضرور صاحبِ نسبت ہو جاتا ہے۔ ذکر کرنے میں تو زمانہ لگ سکتا ہے سال بھر چھ مہینہ لیکن فرماتے ہیں کہ جب دروازہ کُھلتا ہے، جب نسبت عطا ہوتی ہے تو اس میں تدریج نہیں ہوتی۔ نسبت اچانک عطا ہوتی ہے آنِ واحد میں۔ دُنیا میں بھی دیکھئے۔ آپ دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتے رہیے لیکن صاحب مکان جب دروازہ کھولتا ہے تو اچانک کھولتا ہے، تھوڑا تھوڑا

نہیں کھولتا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے ذرا ناک نکالی، پھر منہ نکالا، پھر سامنے آیا۔ دروازہ اچانک کھلتا ہے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی نسبت جو اولیاء اللہ کو دیتا ہے یہ اچانک عطا فرماتا ہے۔ لیکن اس کے لیے اسباب یہ ہیں۔

۱، شیخ کا ہونا یعنی صحبتِ اہل اللہ کا التزام

۲، ذکر اللہ کا دوام

۳، گناہوں سے بچنے کا اہتمام

اگر اُمت یہ تین کام کرلے تو اس کے ولی اللہ ہونے میں کوئی شک نہ رہے اور یقیناً ساری اُمت ولی اللہ ہو جائے۔

سب سے | رُوحانی حیات صحبتِ اہل اللہ پر موقوف ہے

پہلے تو کسی مربی اور شیخ کامل سے تعلق کامل ہونا چاہیے اور اس کی صحبت میں اس طرح رہے کہ کچھ دن تسلسل کے ساتھ اس کے ساتھ رہ لے۔ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ کہ جیسے انڈا مسلسل اکیس دن جب مُرغی کے پروں میں رہتا ہے تب اس میں جان آتی ہے۔ اگر کچھ دن مُرغی کے پروں میں انڈا رکھ دو پھر یا مُرغی کو بھگا دو یا انڈا اُٹھا لو تو انڈے میں بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ جس طرح انڈے میں جسمانی حیات کے لیے ایک مدت تک مُرغی کے پَروں میں رہنا ضروری ہے یہاں تک کہ مُردہ زردی حیات پاکر بچہ بن جائے اور پھر وہ چونچ سے چھلکے کی سیل توڑ کر باہر آ جاتا ہے۔ حکیم الاُمتؒ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کم سے کم چالیس دن مسلسل کسی اللہ

والے کی صحبت میں رہ لو مگر اس طرح کہ خانقاہ کی حدود سے پان کھانے کے لیے بھی نہ نکلو۔ چالیس دن بالکل اپنے کو خانقاہ میں محصور کرلو تو اللہ تعالےٰ پھر ایک رُوحانی حیات عطا فرماتے ہیں جس کو نسبت کہتے ہیں۔ یہ بات چاہے ابھی سمجھ میں نہ آئے لیکن کرکے دیکھئے۔ جیسے زردی سے کہو کہ کچھ دن مُرغی کے پروں کی گرمی لے لو تو بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس زردی میں اتنی بھی صلاحیت نہیں کہ سُن سکے۔ اسے تو کوئی بس مُرغی کے پروں میں رکھ دے یہاں تک کہ اکیس دن بعد بچہ انڈے کے چھلکوں کو توڑ کر بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا ہُوا نکلتا ہے ؂

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اللہ والوں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ ایسی رُوحانی حیات دیتا ہے کہ سالک غفلت کے تمام تعلقات کو خود بخود توڑ دیتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دُنیا والو! اگر تم دنیوی تعلقات کی دو سو زنجیروں میں ہمیں جکڑو گے تو ہم ان زنجیروں میں نہیں جکڑے جاسکتے ؂

غیر آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیر آری بردرم

اگر دنیوی تعلقات کی دو سو زنجیریں اے اہلِ دُنیا لاؤ گے تو ہم سب کو توڑ دیں گے سوائے اللہ کی محبت کی زنجیر کے کہ اس میں گرفتار ہونے کے تو ہم خود مشتاق ہیں

قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے — حکیم الامت مجددالملت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھائی تھی کہ خُدا کی قسم جب کسی ولی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی کرسی خالی نہیں رکھی جاتی۔ فوراً اس کرسی پر دوسرا ولی بٹھا دیا جاتا ہے اور یہ شعر پڑھا تھا ؎

ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ با مہر و نشاں است

آج بھی وہ فیض جاری ہے اور جیسے حکیم اجمل خان نہیں ہیں مگر ان کے شاگرد کے شاگرد کو تلاش کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ کیوں کہ آج حکیم اجمل خان نہیں ہیں لہٰذا میں آج کل کے سٹرپٹر حکیموں سے علاج کرانا اپنی توہین سمجھتا ہوں یہ شخص یا تو پاگل ہے یا بے وقوف، جو موجودہ طبیب ہیں آپ ان ہی سے علاج کراتے ہیں اسی طرح رُوحانی بیماریوں کے علاج کے لیے اگر ہم حضرت بایزید بسطامیؒ کا، حضرت جنید بغدادیؒ کا، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا انتظار کریں گے تو رُوحانی صحت ہو چکی، بس کچھ انتظار نہ کیجئے جو موجودہ اہل اللہ ہیں ان سے علاج کرائیے۔

کونوا مع الصادقین کا مطلب

اللہ تعالیٰ نے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ فرمایا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ قیامت تک اہل اللہ کو پیدا فرماتے رہیں کیوں کہ انہوں نے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی زمانہ میں قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل محال ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کر کے میرے دوست بن جاؤ اور اپنی غلامی کے سر پر تاج ولایت رکھ لو۔ ابھی تو خالی مومن ہو لیکن ولی نہیں ہو سکتے جب تک تقویٰ اختیار نہیں کرو گے لیکن تقویٰ کہاں

سے ملے گا۔ فرماتے ہیں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ تقویٰ متقین کی صحبت سے ملے گا جس کی تفسیر علامہ آلوسی نے کی ہے اَیْ خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ یعنی اتنا زیادہ ساتھ رہو اللہ والوں کے کہ انہیں جیسے ہو جاؤ جیسے ان کی اشکبار آنکھیں ہیں ہمیں بھی وہ آنسو مل جائیں، جیسے درد بھرے دل سے ان کے سجدے ہوتے ہیں، ہم کو بھی نصیب ہو جائیں جیسے وہ راتوں کو اُٹھ کر اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں، ہم کو بھی وہی توفیق مل جائے وہ ساری نعمتیں ہم کو بھی مل جائیں جو اللہ والوں کو نصیب ہیں۔ یہ معنی ہیں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے کہ اتنا رہو اُن کی صحبت میں کہ ان جیسے ہی بن جاؤ۔ اسی لیے حکیم الامت نے فرمایا کہ کم از کم چالیس دن تسلسل کے ساتھ اللہ والوں کی صحبت میں رہے۔ پہلے زمانہ میں کم سے کم دو سال تک لوگ اللہ والوں کی خدمت میں رہتے تھے، پھر حاجی امداد اللہ صاحب نے یہ مُدّت چھ مہینے کر دی اور پھر حکیم الاُمتؒ نے ہمارے ضعف وقلتِ طلب کو دیکھ کر چالیس دن کی مدت کر دی کہ کم سے کم چالیس دن شیخ کے پاس رہے لیکن شیخ اپنی مناسبت کا تلاش کیجئے۔ یہ جملہ یاد رکھیے گا۔ بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ اختر سب کو اپنا مُرید بنانا چاہتا ہے اِس لیے واضح کرتا ہوں کہ میرے قلب میں ہرگز ایسا خیال نہیں ہے۔ یہ لوگوں کی بدگمانی ہے۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ جیسے پہلے آپ اپنا بلڈ گروپ ملاتے ہیں تب خون چڑھواتے ہیں اسی طرح اپنی رُوحانی مناسبت کو دیکھ لیجئے۔ جس سے مناسبت ہو اس سے تعلق قائم کیجئے۔

مخلوق سے کنارہ کش ہونے کے کیا معنی ہیں؟

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ

حق سُبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا
اپنے رب کا نام لیجئے اور ساری مخلوق سے کٹ کر اللہ سے جُڑ جائیے لیکن
مخلوق سے کٹنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جنگل میں چلے جائیے بلکہ یہ معنی ہیں کہ علاقۂ
خُداوندی کو تعلقات دنیویہ پر غالب کر دیجئے اسی کا نام تبتّل ہے جس کا دل
چاہے تفسیر بیان القرآن دیکھ لے۔ تبتّل کے معنی رہبانیت کے نہیں ہیں کہ
بال بچّوں کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر رہنے لگے۔ رہبانیت اسلام میں حرام ہے
بلکہ تبتّل کے معنی ہیں کہ ہم غیر اللہ سے کٹ کر اللہ سے جُڑ جائیں۔ دُنیا میں رہیں،
بیوی بچّوں میں رہیں لیکن حق تعالیٰ کا تعلق ہمارے تمام تعلقات پر غالب آ جائے۔

ذکر کی ترغیب

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اے دُنیا والو تم اپنے دن
کے جھگڑوں سے ہم کو یاد نہیں کرتے ہو کہ آج آٹا
نہیں ہے۔ دال نہیں ہے، فلاں کام کیسے ہو گا۔ ارے جب ہم سُورج پیدا
کر سکتے ہیں اور دن بنا سکتے ہیں تو ہم تمہارے دن کے کاموں کی تکمیل نہیں کر سکتے؟ رَبُّ الْمَشْرِقِ
کی یہ تفسیر ہے کہ جب میں مشرق پیدا کر دیتا ہوں یعنی سُورج نکال دیتا ہوں، اتنا
بڑا کرہ جو ساڑھے نو کروڑ میل پر ہے اور سارے عالم کو روشن کرتا ہے جو اللہ
اس کو پیدا کر کے دن پیدا کر سکتا ہے وہ تمہارے آٹے دال کا انتظام بھی کر سکتا
ہے۔ اللہ پر بھروسہ کر کے ذکر شروع کر دو۔ ذکر کرتے کرتے خواہ مخواہ وسوسہ آتا
ہے لیکن کیا کوئی ذکر چھوڑ کر آٹا خریدنے جاتا ہے۔ خواہ مخواہ شیطان ذکر کے
درمیان ہم کو بکری اور انڈا مکھن میں لگا دیتا ہے۔ وَالْمَغْرِبِ اور اگر رات
کی تمہیں تشویشات ہیں تو میں رب المغرب ہوں، رات کا پیدا کرنے والا ہوں،

خالق اللیل ہوں لہٰذا جب میں رات کو پیدا کرسکتا ہوں تو تمہارے رات کے سب کام بھی بنا سکتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ اللہ کے سوا تمہارا کوئی نہیں ہے لہٰذا اسی کے دروازہ پر سر رکھے پڑے رہو۔

؎ سر ھما نجا نہہ کہ بادہ خوردئی

جو آخری دروازہ ہے، آخری چوکھٹ ہے اسی پر سر رکھے ہوئے اپنے معمولات پورے کرو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ سے صوفیا کے ذکر نفی و اثبات کا ثبوت بھی مل گیا فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا اور اللہ تعالےٰ کو اپنا وکیل بنا لیجئے وہی ہمارا کارساز ہے اور اگر مخلوق ہماری مخالفت و دشمنی کرتی ہے تو نبیوں کے بھی دشمن ہوئے ہیں وَجَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا لیکن یہ جعل تکوینی ہے، تشریعی نہیں ہے پس جس طرح نبیوں کے دشمن ہوئے ہیں تو امتی کے کچھ نہ کچھ دشمن ہونا کیا تعجب کی بات ہے۔ کوئی گول ٹوپی کا مذاق اڑائے گا، کوئی تسبیح کا مذاق اُڑائے گا، کوئی کہے گا کہ میاں یہ بنے ہوئے صوفی ہیں، مکار ہیں لیکن آپ صبر کریں: وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اس آیت سے تصوف وسلوک کے ایک اہم مقام صبر کا ثبوت مل گیا جو صوفیا کا شعار ہے کہ مخالفین کی ایذاؤں پر صبر کرتے ہیں۔ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا اور ان سے جمال کے ساتھ کیسے الگ ہوں؟ ہجرانِ جمیل کی مفسرین نے کیا تعریف کی ہے؟ فرماتے ہیں اَلَّذِیْ لَا شِکْوٰی فِیْهِ وَلَا اِنْتِقَامَ یعنی نہ ان کی شکایت اور غیبت کریں اور نہ انتقام کا خیال ہو کہ چلو ہم بھی ان سے کچھ بدلہ لیں اور ان کو کچھ کہیں۔

تصوف کے مقامات و منازل کا ثبوت قرآن پاک سے

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ:
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ میں ذکر اسم ذات کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذات اللہ ہے تو جو بزرگان دین ذکر اللہ اللہ سکھاتے ہیں یہ ذکر مفرد ذکر بسیط اور ذکر اسمِ ذات اس آیت سے ثابت ہو گیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے ذکر نفی و اثبات کا ثبوت مل گیا اور تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا سے تھوڑی دیر خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہنے کی تعلیم کا ثبوت ہے۔ جو خلوت میں تھوڑی دیر مشغول بھی نہیں رہے گا جلوت میں اس کو درد بھرا کلام نصیب نہیں ہو گا فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا سے توکل بھی ثابت ہو گیا مع اس کی تمام وجوہات کے کہ اللہ تعالیٰ رب المشرق بھی ہے اور رب المغرب بھی ہے، جو دن اور رات پیدا کر سکتا ہے وہ ہمارے رات و دن کے کام بنانے پر بھی قادر ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جو سر پیدا کر سکتا ہے کیا وہ ٹوپی نہیں پہنا سکتا۔ بتاؤ سر قیمتی ہے یا ٹوپی قیمتی ہے۔ جو معدہ بنا سکتا ہے وہ دو روٹی نہیں کھلا سکتا؟ اگر معدہ میں کینسر ہو جائے تو دس دس لاکھ روپے خرچ کرتے ہیں پھر بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح مقام صبر اور ہجران جمیل کا ثبوت بھی ان آیات میں ہے۔ تصوف کے جتنے منازل ہیں سب ان آیتوں میں ہیں۔

اب صرف دو منزلیں رہ گئیں۔ سورۂ مزمل کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَآاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا اس سے تہجد کی نماز اور

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً سے تلاوت قرآن کا ثبوت ہے۔ یہ دونوں منتہی کے اسباق ہیں۔ جتنے منتہی ہیں سب کا آخری معمول زیادہ تر راتوں کی نماز اور تلاوت قرآن ہوجاتا ہے۔ منتہی پر آخر میں ان ہی دو چیزوں کا غلبہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ یعنی نمازِ تہجد اور قرآن کی تلاوت۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جن کو شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے تھے کہ یہ اپنے وقت کے امام بیہقیؒ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو ابتدائی سبق تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے آخر میں بیان فرمایا اور جو منتہی کا سبق تھا اس کو پہلے کیوں نازل کیا؟ دیکھئے دورہ تو بعد میں ملتاہے، پہلے موقوف علیہ پڑھایا جاتا ہے لیکن یہاں مبتدی اور متوسط کے اسباق بعد میں بیان ہوئے لیکن منتہی کا اعلیٰ سبق پہلے نازل ہوا اس اشکال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جس پر قرآن نازل ہورہا تھا وہ چوں کہ تمام منتہین کے سردار ہیں، سید المنتہین امیر المنتہین تھے، اُن سے بڑھ کر کون منتہی ہوسکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبت اور رفعت شان کے مطابق پہلے اعلیٰ سبق نازل فرمایا کیوں کہ جن پر قرآن اُتر رہا تھا وہ سب سے اعلیٰ تھے۔

کتاب اور صحبت کے متعلق ایک علم عظیم

اب دو باتیں اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانہ چند ملت بہ شست

وہ یتیم شخصیت جو نبوت سے آراستہ کی جارہی ہے اس پر صرف اقرار نازل ہونے کے ساتھ ہی ساری آسمانی کتابیں منسوخ کر دی گئیں۔ ابھی قرآنِ پاک مکمل نازل نہیں ہوا لیکن اس وقت جو لوگ ایمان لائے وہ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ہُوئے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔ شرف صحابیت کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرآن نازل ہونے پر مشروط نہیں کیا بلکہ جو ابتداء میں ایمان لائے ان کا درجہ زیادہ فرمایا اور قرآن پاک مکمل نازل ہونے کے بعد جو ایمان لائے ان کو صحابیت کا وہ مقام نہیں ملا جو حضرت ابوبکر صدیق کو جو حضرت عمر فاروق کو جو حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ملا معلوم ہُوا کہ صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک آدمی آتا ہے اور حالتِ ایمان میں نبی کو دیکھ لیتا ہے اور فوراً ہی اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا ہے بتایئے وہ صحابی ہُوا یا نہیں ابھی اس نے کوئی عمل نہیں کیا لیکن صحابی ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی بہت بڑے بڑے اعمال کرے لیکن نبی کو نہ دیکھے تو ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا اس کی ایک اور مثال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی کہ سُورج دیکھ لینے کے بعد پھر کوئی دوسرا لاکھ چاند اور ستارے دیکھے اسے سُورج دیکھنے والے کا مقام نصیب نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ نبوت تھے۔ میرا ایک نعت کا شعر ہے۔

ے
آپ کا مرتبہ اس جہاں میں
جیسے خورشید ہو آسماں میں

دوستو! صحبتِ اہل اللہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس پر اگر کتابوں کی

کتابیں لکھی جائیں تو حق ادا نہیں ہوسکتا۔ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ کیا مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا قاسم نانوتویؒ اور ہم لوگ عالم نہیں تھے لیکن آہ دُنیا میں ہمارا کوئی مقام نہ تھا لیکن جب حاجی صاحب کے پاس گئے نفس کی اصلاح کرائی، ذکر اللہ کیا حضرت حاجی صاحب کی دعاؤں اور توجہات سے اللہ تعالیٰ نے ان علماء کو کیا مقام عطا فرمایا کہ علم و عمل کے آفتاب بن کر چمکے۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے کہ جس نے اللہ والوں کی عزت کی اس نے درحقیقت اپنے رب کا اکرام کیا اور جَزَاءً وِّفَاقًا کے تحت اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا میں بھی عزت عطا فرماتے ہیں مگر حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ دُنیا میں عزت کی نیت سے کسی اللہ والے سے تعلق نہ کیجئے۔ اللہ کے لیے کیجئے۔ عزت تو انشاء اللہ تعالیٰ خود ملیگی۔

اللہ والوں کا حق کب ادا ہوتا ہے؟

اور فرمایا میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری نے کہ دیکھو آم والوں سے آم لیتے ہو، کباب والوں سے کباب لیتے ہو، کپڑے والوں سے کپڑے لیتے ہو، مٹھائی والوں سے مٹھائی لیتے ہو لیکن اللہ والوں سے اللہ کیوں نہیں لیتے۔ ظالمو! وہاں جاکر بھی بس جھاڑ پھونک اور بوتل میں دم کراتے ہو۔ فیکٹری میں لے جاتے ہو کہ حضور یہ دھاگے کی فیکٹری ہے آپ ایک کلو روئی اُٹھاکر مشین میں ڈال دیں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یہ قدر کی اللہ والوں کی کہ اُن سے رُوئی ڈلوائی جارہی ہے لیکن میں اس کو منع نہیں کرتا۔ بے شک اُن کی برکت ہوتی ہے لیکن جس کی وجہ سے ان کو یہ برکت ملی وہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ یہ تعلق اور محبت اُن سے سیکھے

تب اللہ والوں کا حق ادا ہوگا۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ والوں سے اللہ کی محبت نہیں سیکھی اس نے اُن کا کوئی حق ادا نہیں کیا اور اُن کی کوئی قدر نہیں کی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

دوستو! قبولیت کا وقت ہے آج جمعہ کا دن ہے۔ یہ دُعا کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر اور بزرگوں کے صدقہ میں ہم سب کو سو فیصد صاحبِ نسبت بنا دے اور نسبت بھی اتنی اُونچی عطا فرما کہ اولیاء صدیقین کی نسبت عطا فرما دے۔ اے اللہ ولایت کی جو آخری منزل ہے وہاں تک ہم سب کو پہنچا دے اور ہمارے گھر والوں کو بھی اولیاء صدیقین کی نسبتِ عظمیٰ عطا فرما دے اے اللہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف ہے کہ جو نالائقوں پر بھی مہربانی کر دے اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّۃِ اس لیے اے اللہ ہم آپ کو کریم سمجھ کر اور اپنی نالائقیوں کا اعتراف اور یقین کرتے ہوئے آپ سے یہ فریاد کر رہے ہیں اور اے اللہ جہاں جہاں دینی درس گاہیں ہیں ان کو قبول فرما۔ علماء دین کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرما دے۔ جتنے دینی خدام ہیں ان سب کو اور جتنے یہاں حاضرین ہیں سب کو ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو اور ہمارے احباب کو اے اللہ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرما۔ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے اُٹھایئے اے اللہ کثیر

میں جو مجاہدین محصور ہیں اُن کی مدد کے لیے غیب سے فرشتے بھیج دے اے اللہ اپنی قدرتِ قاہرہ کے ڈنڈے سے کفار کو پاش پاش کر دے اور محاصرہ توڑ دے۔ اے اللہ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں پر رحم فرما۔ سارے عالم میں جہاں بھی مسلمان مظلوم ہیں اے اللہ اُن کو مظالم سے نجات عطا فرما اختر کو اور ہم سب کو فلاحِ دارین عطا فرما اور سارے عالم کے مسلمانوں کو فلاحِ دارین عطا فرما۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَدَوَامَ الْعَافِیَةِ وَالشُّكْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

عظمتِ تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری

ذرۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات

وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

(حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب)